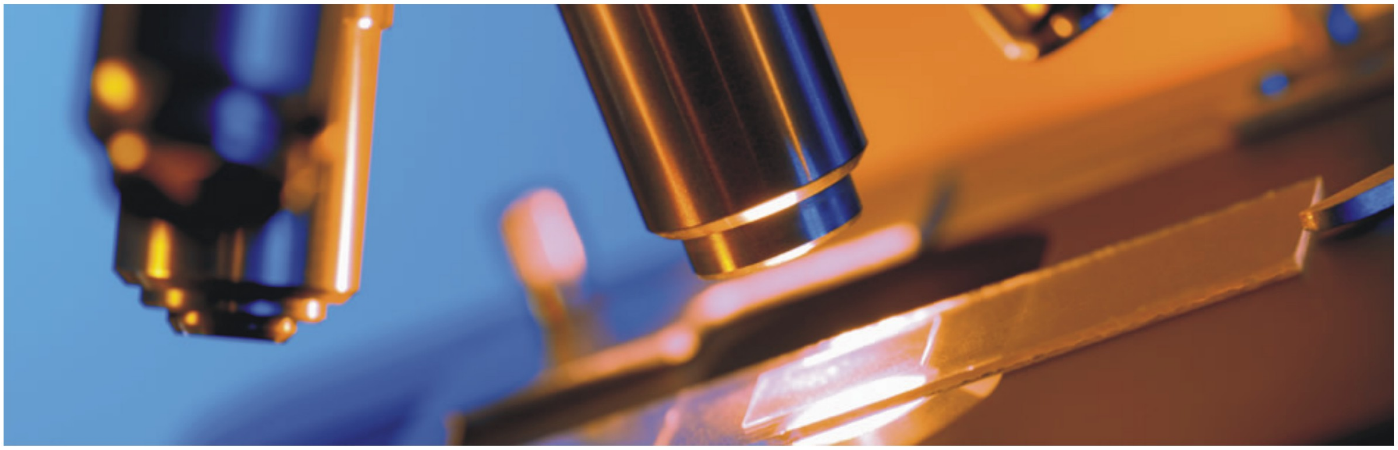

کیانظریہ تخلیق کے حامی فطرت کے اصولوں کاانکار کرتے ہیں؟

از: ڈاکٹر جیسن لیز لی   ترجمہ: ندیم مینسی/ساجد عظیم

فطرت کے اصول بائبلی تخلیق کے ساتھ بالکل ہم آہنگ ہیں اور اِس بات نے فطرت پرستوں کے لئے ایک سنگین مسئلہ کھڑا کر رکھا ہے۔

خُدا کا کلام

کائنات میں موجود سب کچھ یعنی ہر پودا اور جانور، ہر چٹان، مادے کا ہر ذرہ اور روشنی کی لہر اصولوں کی پابند ہے اور اِن سب کے پاس اور کوئی چارہ نہیں سوائے اِس کے کہ اِن اصولوں کے تابع رہیں۔ بائبل مُقدس بیان کرتی ہے کہ فطرت کے اصول —''آسمان اور زمین کا [مقرر کردہ] نظام،، موجود ہے (یرمیاہ 33 باب 25 آیت)۔ یہ اصول بیان کرتے ہیں کہ خُدا کائنات میں اپنی مرضی کیسے پوری کرتا ہے۔

خُدا کا منطق اس کائنات میں قائم ہے اور یہ کائنات نہ تو اتفاقیہ ہے اور نہ ہی خودکار۔ یہ کیمیائی اصولوں کے تابع ہے جو کہ منطقی طور پر طبیعیاتی اصولوں سے اخذ کئے جا سکتے ہیں جن میں سے بہت سارے اصولوں کو منطقی لحاظ سے طبیعیات اور ریاضی کے دیگر اصولوں سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ قدرت کے سب سے بنیادی اصول اِس لئے وجود رکھتے ہیں کیونکہ یہ خُدا کی مرضی ہے۔ یہ اصول دراصل وہ منطقی اور باترتیب طریقہ ہے جس کے ذریعے خُدا اپنی تخلیق کردہ کائنات کو برقرار اور قائم رکھتا ہے۔ ایک دہریہ کائنات کی منطقی اور باترتیب حالت کی وضاحت کرنے سے قاصر ہے۔ اگر کوئی قانون ساز ہستی موجود نہیں ہے تو پھر کائنات اِن قوانین یا اصولوں کو کیوں مانتی ہے؟ لیکن فطرت کے اصول بائبلی تخلیق کے ساتھ مکمل طور پر موافقت رکھتے ہیں۔ دراصل بائبل ہی فطری اصولوں کی بنیاد ہے۔ پس یقنی طور پر نظریہ تخلیق کے حامی فطرت کے اِن اصولوں کا انکار نہیں کرتے کیونکہ فطری اصول بالکل ویسے ہیں جیسا ہونے کی تخلیق کے حامی توقع کرتے ہیں۔

زندگی کا اصول (نظریہ حیاتِ مُسلسل)

زندگی کے متعلق ایک مشہور اصول پایا جاتا ہے: حیاتیاتی تولید کا اصول۔ یہ اصول سادہ طور پر یہ بیان کرتا ہے کہ زندگی ہمیشہ زندگی ہی سے آتی ہے۔ اور یہی وہ بات ہے جو ہمیں مشاہداتی سائنس بھی بتاتی ہے کہ نامیاتی اجسام اپنی جنس کے موافق دوسرے نامیاتی اجسام کو پیدا کرتے ہیں۔ تاریخی طور پر لوئس پاسچر نے [زندگی] کی ایک قسم کی ازخود پیدایش کے تصور کو باطل ثابت کیا ہے، اُس نے یہ دکھایا ہے کہ زندگی پہلے سے موجود زندگی ہی سے جنم لیتی ہے۔ اُس وقت سے لیکر ہم نے دیکھا ہے کہ یہ اصول اب کسی طرف سے بھی کسی اعتراض کے بغیر عالمگیر تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور یہ بات بالکل ویسی ہی ہے جس کی ہم بائبل سے توقع رکھتے ہیں۔

پیدایش 1 باب کے مطابق خُدا نے زمین پر زندگی کی متنوع اقسام پیدا کیں اور اُنہیں برکت دی کہ وہ اپنی جنس کے مطابق افزائش نسل کریں۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ مالیکیول سے انسانی ارتقاء کا قیاس نظریہ حیاتِ مسلسل کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ ارتقاء کے حامی یہ مانتے ہیں کہ زندگی (کم از کم ایک بار [یعنی ابتدائی طور پر]) خود بخود بے جان مادوں سے وجود میں آئی ہے۔ لیکن اِس تصور اور نظریہ حیاتِ مسلسل میں عدم موافقت پائی جاتی ہے۔ حقیقی سائنس بائبل کی حقانیت کی تصدیق کرتی ہے۔

کیمیائی قوانین

زندگی کو مخصوص کیمیا کی ضرورت ہے ہمارے اجسام کیمیائی ردِعمل سے قوت پاتے ہیں اور اِن کے وجود کا انحصار کیمیائی اصولوں کے یکساں طریق کار کے تحت زیرِ عمل ہونے پر ہے۔ ہر جاندار کے اندر DNA کہلانے والے ایک لمبے مالیکیول میں معلومات کا ذخیرہ موجود ہے۔ اگر کیمیائی اصول مختلف ہوتے تو یہ زندگی جسے ہم دیکھتے ہیں اِسکا وجود ممکن نہ ہوتا۔ خُدا نے کیمیائی اصولوں کو اس کامل طور پر مرتب کیا ہے کہ زندگی کا وجود ممکن ہو سکے۔ کیمیائی قوانین کائنات میں موجود عناصر میں (جن میں سے ہر کوئی کسی ایک طرح کے ایٹم سے بنا ہوتا ہے) اور مرکبات میں (جو دو یا دو سے زیادہ قسم کے باہمی طور پر جڑے ہوئے ایٹموں سے بنے ہوتے ہیں) مختلف خواص پیدا کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر مناسب مقدار میں عامل کار توانائی دی جائے تو سب سے ہلکا عنصر (ہائیڈروجن) پانی بنانے کے لئے آکسیجن کے ساتھ تعامل کرے گا۔ پانی کے اندر کچھ دلچسپ قسم کے خواص پائے جاتے ہیں جیسے کہ غیر معمولی طور پر حرارت کی ایک کثیر مقدار کو اپنے اندر سما لینے کی صلاحیت۔ جب پانی منجمد ہوتا ہے تو وہ چھ اطرافی متشاکل قلمیں بناتا ہے (یہی وجہ ہے کہ برف کے گالے (**Snow Flakes**) عام طور پر چھ اطرافی اشکال کے ہوتے ہیں)۔ اس کا موازنہ نمک (سوڈیم کلورائیڈ) کی قلموں کے ساتھ کریں جو مکعب بناتی ہیں۔ یہ جمے ہوئے پانی (برف کے گالے) کی چھ رُکنی صورت ہی ہے جس کی بدولت اِسکی قلموں میں سوراخ ہوتے ہیں جو اِسے اس کے اندر موجود مائع سے بھی کم کثیف بناتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ برف پانی پر تیرتی ہے (جبکہ دیگر تمام منجمد مرکبات اپنے مائع میں لازماً ڈوب جاتے ہیں)۔

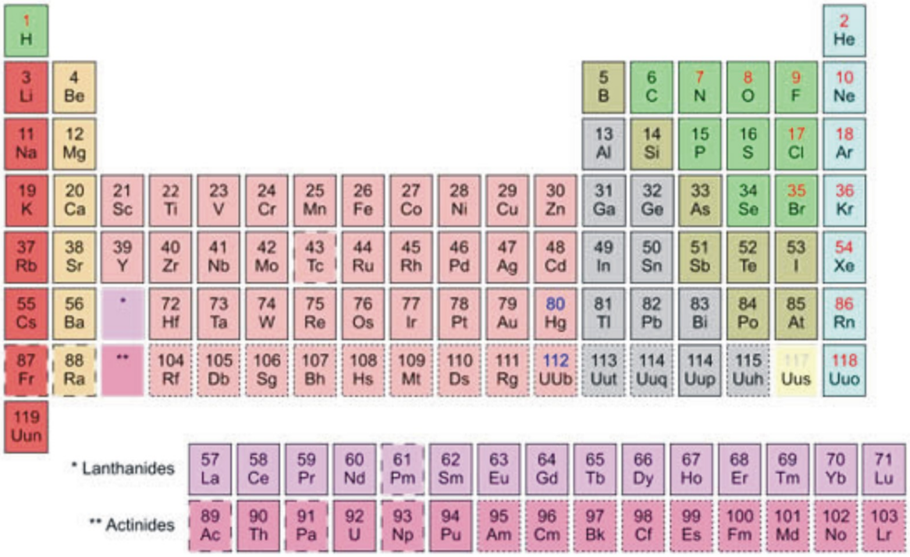

عناصر اور مرکبات کے خواص بے قاعدہ نہیں ہوتے: درحقیقت عناصر کو اُنکے طبعی خواص کی بنیاد پر منطقی لحاظ سے ایک دَوری جدول میں ترتیب دیا جا سکتا ہے۔ جدول کے ایک ہی کالم میں پائی جانے والی اشیاء میں ایک ہی جیسے خواص رکھنے کا بھی رجحان پایا جاتا ہے۔ یہ اس لئے ہے کیونکہ جدول کے عمودی کالم میں عناصر کے بیرونی الیکٹرون کی ساخت یکساں ہے۔ یہ باہری ترین الیکٹرون ہی ہیں جو کسی ایٹم کی طبعی خصوصیات کا تعین کرتے ہیں۔ یہ دوری جدول اتفاقاً وجود میں نہیں آیا۔ ایٹموں اور مالیکیولوں کی اپنی اپنی کئی مختلف خصوصیات ہیں کیونکہ اُنکے الیکٹرون کوانٹم فزکس کے اصولوں کے پابند ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ کیمیا کی بنیاد طبیعیات (فزکس) پر ہے۔ اگر کوانٹم فزکس کے اصول ذرا بھی مختلف ہوتے ہیں تو ایٹموں کا وجود ناممکن تھا خدا نے طبیعیات کے قوانین کو ایسے کاملیت سے مرتب کیا ہے کہ اُنکی بنیاد پر کیمیا کے اصول بالکل ویسے اخذ کئے جا سکیں جیسے کہ وہ خود چاہتا ہے۔

سیاروّی حرکت کے اصول

نظریہ تخلیق کو ماننے والے سائنسدان جوہانس کیپلر نے دریافت کیا کہ سیارے ہمارے نظامِ شمسی میں تین فطری اصولوں کے تابع ہیں اُس نے دریافت کیا کہ سیارے اپنے مداروں میں سورج کے گرد بیضوی اشکال میں گھومتے ہیں (نہ کہ گول چکر میں جیسے پہلے خیال کیا جاتا تھا۔)، پس کوئی بھی سیارہ مختلف اوقات میں دوسرے اوقات کی نسبت سورج کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ کیپلر نے یہ بھی دریافت کیا کہ سیارے یکساں وقت میں یکساں فاصلہ طے کرتے ہیں ___ دوسرے الفاظ میں سیارے جب سورج کے قریب جاتے ہیں تو اپنے مدار میں تیزی پکڑ لیتے ہیں۔ اور تیسرے نمبر پر کیپلر نے **AUs** (فلکیاتی اکائی **Astronomical Unit**) میں پیائش کے مطابق سیارے کے سورج سے فاصلے (**a**) اور سالوں کے حساب سے ناپے جانے والے اُسکے مداری چکر کے دورانیے (**p**) کے درمیان درست ریاضیاتی تعلق کو دریافت کیا: وہ سیارے جو سورج سے دوری پر ہیں وہ اپنے مدار میں سورج کے گرد چکر لگانے میں نزدیکی سیاروں کی نسبت زیادہ وقت لیتے ہیں (جسے یوں بیان کیا گیا ہے $p^2 = a^3$)۔ کیپلر کے اصولوں کا اطلاق کسی سیارے کے گرد چاندوں کے مداروں پر بھی ہوتا ہے۔[1]

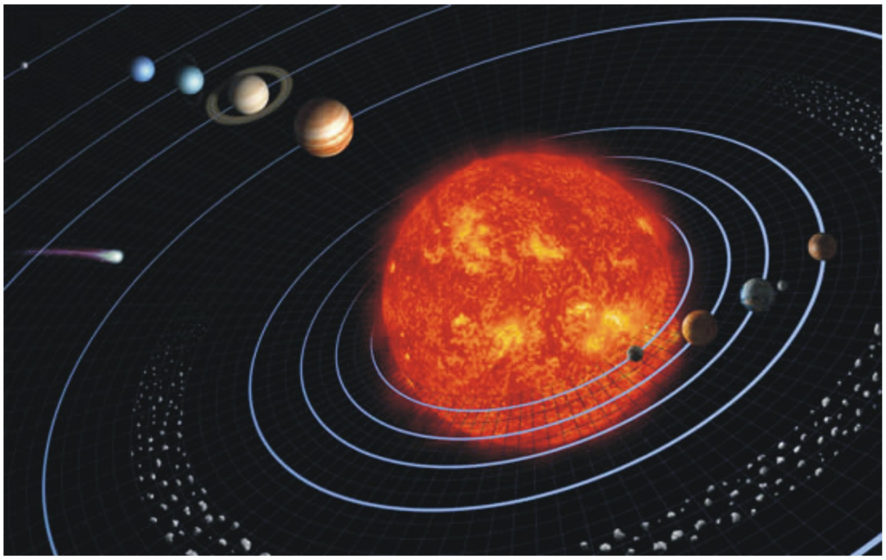

کیمیا کے اصولوں کی طرح سیاروں کی حرکت کے اصول بنیادی نہیں ہیں بلکہ یہ منطقی لحاظ سے دیگر فطری اصولوں سے ماخوذ ہیں۔ درحقیقت ایک اور تخلیق کے حامی سائنس دان (سر آئزک نیوٹن) نے دریافت کیا کہ کیپلر کے اصولوں کو ریاضیاتی لحاظ سے طبیعیات کے کچھ اصولوں سے اخذ کیا جاسکتا ہے، خاص طور پر کشش ثقل اور حرکت کے اصولوں سے (جنہیں نیوٹن نے خود وضع کیا تھا)

طبیعیات کے اصول

طبیعیات کا شعبہ ماحول کے لحاظ سے کائنات کے ردِعمل کو اِسکی انتہائی بنیادی سطح پر بیان کرتا ہے۔ طبیعیات کے کئی ایک مختلف اصول موجود ہیں۔ یہ اصول آج کائنات کے کام کرنے کے طریقے کی وضاحت کرتے ہیں۔ طبیعیات کے ایسے اصول ہیں جو بیان کرتے ہیں کہ روشنی کیسے پھیلتی ہے، توانائی کی نقل وحمل کیسے ہوتی ہے، کشش ثقل کیونکر کام کرتی ہے، مادہ خلا میں کیسے سفر کرتا ہے، اور کئی دیگر مظاہر کیونکر رونما ہوتے ہیں۔

طبیعیات کے اصول عام طور پر ریاضیاتی نوعیت کے ہوتے ہیں؛ طبیعیات کے کچھ اصولوں کو مختصر اور جامع فارمولے جیسے کہ $E = mc^2$ کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ ایک سادہ فارمولہ $F=ma$ ظاہر کرتا ہے کہ کیسے کوئی چیز جب اُس پر خالص قوت (F) لگائی جاتی ہے تو مادے (m) کے ساتھ تیزی سے (a) کام کرتی ہے۔ یہ دلچسپ بات ہے کہ کائنات کی ہر ایک شے یکساں طور پر اِن اصولوں کے تابع ہے۔ طبیعیات میں نظام مراتب پائے جاتے ہیں: طبیعیات کے کچھ اصولوں کو اِسکے دیگر اصولوں سے اخذ کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر آئن سٹائن کے مشہور فارمولے $E = mc^2$ کو خاص اضافیت کے اصولوں اور مساوات سے اخذ کیا جاسکتا ہے۔ اِس کے برعکس طبیعیات کے ایسے اصول بھی موجود ہیں جنہیں طبیعیات کے دیگر اصولوں سے اخذ نہیں کیا جاسکتا۔ اِن میں سے بہت سارے اصولوں کے بارے میں گمان کیا جاتا ہے کہ یہ اخذ شدہ ہیں لیکن اُن کے ماخوذ ہونے کے حوالے سے سائنسدان ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے۔

طبیعیات کے کچھ اصول حقیقی طور پر اساسی بھی ہوسکتے ہیں (جنکے وجود کی بنیاد دیگر اصول نہیں ہیں) اور وہ اِس لئے موجود ہیں کیونکہ خُدا ایسا چاہتا ہے۔ اور درحقیقت طبیعیات کے کم از کم ایک اصول (اور غالباً کئی ایک) کے حوالے سے یہی صورتحال ہوگی۔ (منطقی طور پر ایسا اِس لئے ہے اگر سب سے بنیادی اصول کی بنیاد کوئی دوسرا اصول تھا تو پھر سب سے بنیادی کہلانے والا اصول درحقیقت سب سے بنیادی نہیں ہوگا۔)

عالمگیر مستقلے (نہ تبدیل ہونے والی چیزیں)

مزید برآں فطرت کے بہت سے مستقلے موجود ہیں۔ طبیعیات کے اصولوں کے اندر کچھ پیمانے اور حد بندیاں پائی جاتی ہیں جو بنیادی قوتوں (جیسے کہ کشش ثقل)، اور بنیادی مادوں (جیسے کہ الیکٹروں) کی طاقت کا تعین کرتی ہیں۔ بالکل طبیعیات کے اصولوں کی طرح ہی کچھ مستقلوں کے وجود کا انحصار دوسرے مستقلوں پر ہوتا ہے جبکہ کئی ایک بنیادی ہیں ـــ خود خُدا نے اُنکی قدر کا تعین کیا ہے۔ یہ مستقلے زندگی کے لئے لازمی ہیں۔ بہت سارے معاملات میں اگر بنیادی مستقلوں کے خواص تھوڑے سے بھی مختلف ہوتے تو زندگی کا وجود ممکن نہ ہوتا۔ مثال کے طور پر اگر برقی مقناطیسیت کے مرکبی مستقلے کی قوت معمولی سی بھی مختلف ہوتی تو مالیکیولوں کا وجود نہ ہوتا۔

اگر بنیادی مستقلوں کے خواص تھوڑے سے بھی مختلف ہوتے تو زندگی کا وجود ممکن نہ ہوتا۔

بشری اصول

طبیعیاتی اصول (اپنے ساتھ منسلک مستقلوں کے ہمراہ) اِس خوش تدبیری سے بالکل درست طور پر مرتب ہوئے ہیں کہ زندگی، بالخصوص انسانی زندگی کا وجود ممکن ہو سکا ہے۔ اِس حقیقت کو ''بشری اصول''[2] کہا جاتا ہے۔ خُدا نے طبیعیاتی اصولوں کو بالکل درست انداز سے بنایا اور مستقلوں کو بالکل درست قدریں دیں تا کہ اُن کی بنیاد پر دیگر مستقلے اور ماخوذ اصول بالکل درست طور پر وضع ہو سکیں اور اِس وجہ سے کیمیا بالکل درست طور پر کام کر سکے تا کہ عناصر اور مرکبات بالکل درست خواص رکھ پائیں جس کی وجہ سے زندگی کا وجود ممکن ہو سکے۔[3] یہ حیرت انگیز طور پر ایک پیچیدہ چیلنج ہے —— ایک ایسا چیلنج جسے محض کسی انسان کی ذہنی صلاحیت سے حل نہیں کیا جا سکتا۔[4]

دراصل اب بھی اس کائنات کے ایسے بہت سے پہلو ہے جنہیں ہم مکمل طور پر نہیں سمجھتے۔ وہ فطری اصول جنہیں ہم نے دریافت کیا اور ریاضیاتی طور پر بیان کیا ہے وہ محض حقیقت کے نامکمل نمونے ہیں۔ تخلیق کے حوالے سے ہماری موجودہ سوچ ناقص ہے۔ یہ چیز ہمیں 1 کرنتھیوں 13 باب 12 آیت کی یاد دلاتی ہے جو بیان کرتی ہے کہ ''اب ہم کو آئینہ میں دھندلا سا دکھائی دیتا ہے''۔

ریاضیاتی اصول

یہ بات قابلِ غور ہے کہ طبیعیات کے اصول بڑے پیمانے پر ریاضیاتی نوعیت کے ہیں اگر ریاضی کے اصول نہ ہوتے تو طبیعیات کے اصول بھی کام نہ کر پاتے۔ ریاضیاتی قوانین و اصولوں میں جمع کے اصول، متعدی خواص، جمع اور ضرب کے استبدالی خواص، مسئلہ ثنائی اور دیگر بہت سارے شامل ہیں۔ طبیعیات کے اصولوں کی طرح ریاضی کے اصول اور خواص دوسرے ریاضیاتی اصولوں سے اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن طبیعیات کے اصولوں کے برعکس ریاضیاتی اصول قائم بالغیر ہیں وہ کائنات کے کسی خاص حصے سے منسلک نہیں۔ ایسے عالم کا تصور تو کیا جا سکتا ہے جہاں طبیعیات کے اصول مختلف ہوں لیکن ایسے (بااصول و یکساں) عالم کا تصور مشکل ہے جس میں ریاضی کے اصول مختلف ہوں۔[5]

ریاضی کے اصول مطلق و ماورا سچائی کی مثال ہیں۔ خُدا نے چاہے جس قسم کی کائنات بنائی ہوتی اُس سے قطع نظر اِن اصولوں کا سچا ہونا لازمی تھا۔ ایسا شاید اِس لئے ہے کیونکہ خُدا کی اپنی فطرت منطقی اور ریاضیاتی ہے۔ پس وہ جس کسی عالم کے بنانے کا بھی انتخاب کرتا وہ لازماً ریاضیاتی نوعیت کا ہی ہوتا۔ لادین فطرت پرست ریاضیاتی اصولوں کے بارے وضاحت پیش نہیں کر سکتا۔ یقیناً وہ ریاضی پر یقین کرے گا اور ریاضی کو استعمال کرے گا؛ لیکن وہ فطرت پرستی کے ڈھانچے میں ریاضی کے وجود کی وضاحت کرنے سے قاصر ہے کیونکہ ریاضی طبعی عالم کا حصہ نہیں ہے۔ تاہم ایک مسیحی اِس بات کو سمجھتا ہے کہ اِس کائنات سے ماورا خُدا کی ذات موجود ہے اور ریاضی خُداوند کے خیالات کو منعکس کرتا ہے۔ ریاضی کو سمجھنا ایک طرح سے ''خُدا کے پیچھے اُسکے خیالات کو سوچنے جیسا ہے''[6] (اگرچہ انسان ایسا محدود اور متناہی طور پر ہی کر پاتا ہے۔)

کچھ لوگ قیاس کرتے ہیں کہ علم الریاضی انسانی ایجاد ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگر انسانی تاریخ مختلف ہوتی تو مختلف متبادل اصولوں، مسئلوں اور متعارفوں کیساتھ —— ریاضی کی ایک بالکل مختلف قسم مرتب کی جاتی۔ لیکن یہ تصور حقیقت سے موافقت نہیں رکھتا۔ کیا ہم یہ مانتے ہیں کہ جب تک ہم نے ریاضی کے اصولوں کو دریافت نہیں کیا تھا تب تک کائنات اِن کے تابع نہیں تھی۔ کیا جب تک کیپلر نے $p^2 = a^3$ دریافت نہیں کیا تھا تو سیارے اپنے مداروں میں مختلف انداز سے گھومتے تھے؟ یہ بات واضح ہے کہ ریاضیاتی اصول انسان نے دریافت کئے ہیں نہ کہ ایجاد۔ (اگر انسان کی تاریخ مختلف ہوتی تو) ایک چیز جو مختلف ہو سکتی تھی وہ ہے علامت نویسی —— جو دراصل وہ طریقہ ہے جس کا ہم نے علامات کا استعمال کرتے ہوئے ریاضیاتی سچائیوں کو بیان کرنے کے لئے اپنایا ہے۔ لیکن یہ سچائیاں اِس بات سے قطع نظر کہ اُنہیں بیان کیسے کیا جاتا ہے موجود اور قائم ہیں۔ ریاضی ''تخلیق کی زبان'' ہے۔

منطق کے اصول

طبیعیات اور کیمیا سے لیکر حیاتیاتی افزائش تک کے سب اصولوں کے وجود کا انحصار منطق کے اصولوں پر ہے۔ ریاضی کی طرح منطق کے اصول بھی مطلق و ماورا سچائیاں ہیں۔ کوئی شخص یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ منطق کے جو موجودہ اصول ہیں وہ ان سے کچھ مختلف ہو سکتے تھے۔ عدم تردید کے اصول کی ہی مثال لیجئے، یہ اصول بیان کرتا ہے کہ ہم دونوں "A" اور "Not A" کو ایک ہی وقت میں ایک ہی تعلق میں نہیں رکھ سکتے یا نہیں لے سکتے۔ منطق کے اصولوں کے بغیر فکری عمل و استدلال ناممکن ہوتا۔ لیکن آخر یہ منطق کے اصول آئے کہاں سے؟

دہریت پرست منطق کے اصولوں کے حوالے سے وضاحت پیش نہیں کر سکتا/ سکتی حالانکہ اُسے یہ ماننا پڑے گا کہ مبنی بر عقل سوچ و قیاس کے لئے یہ اصول موجود ہیں۔ لیکن بائبل کے مطابق خُدا منطقی ہے۔ درحقیقت عدم تردید کا اصول خُدا کی فطرت کا معکوس ہے؛ خدا جھوٹ نہیں بول سکتا (گنتی 23 باب 19 آیت) اور نہ بدی سے آزمایا جا سکتا ہے (یعقوب 1 باب 13 آیت) کیونکہ یہ چیزیں اس کی کامل ذات کی تردید کرتی ہیں۔ کیونکہ ہم خُدا کی شبیہ پر تخلیق کئے گئے ہیں اِس لئے ہم جبلتاً منطق کے اصولوں کو جانتے ہیں۔ ہم منطقی طور پر قیاس و استدلال کے قابل ہیں (اگرچہ ہم اپنے محدود ذہنوں اور گناہ کے اثر کی بدولت ہمیشہ مکمل طور پر منطقی لحاظ سے نہیں سوچ پاتے۔)

فطرت کی یکسانیت

فطرت کے اصول یکساں اور ہم آہنگ ہیں۔ یہ اپنی مرضی سے تبدیل نہیں ہوتے اور ان کا اطلاق پوری کائنات پر ہوتا ہے۔ یہ تمام تجرباتی ومشاہداتی علوم کا سب سے بنیادی قیاس ہے فطرت کے اصولوں کا اطلاق مستقبل میں بھی بالکل ویسے ہی ہوگا جیسے اِن کا اطلاق ماضی میں ہوا تھا۔ اس قیاس کے بغیر سائنس کا وجود ناممکن ہوگا۔ اگر فطرت کے اصول کل کو اچانک ہی اپنی مرضی سے تبدیل ہو جاتے ہیں تو پھر ماضی کے تجرباتی ومشاہداتی نتائج ہمیں مستقبل کے بارے میں کچھ نہیں بتائیں گے۔ ایسا کیوں ہے کہ ہم فطرت کے اصولوں کے ہر دور میں یکساں اطلاق پر انحصار کر سکتے ہیں؟ لادین سائنس دان اس اہم قیاس کا کوئی جواز پیش نہیں کر سکتے۔ لیکن ایک مسیحی ایسا کر سکتا ہے؛ بائبل مُقدس ہمیں اِس کا جواب دیتی ہے۔ خُدا پوری تخلیق کا مالک ہے اور وہ کائنات کو یکساں طور پر اور منطقی لحاظ سے قائم رکھتا ہے۔ خدا لاتبدیل ہے اور وہ کائنات کو مسلسل اور یکساں طور پر ہر دور میں قائم و برقرار رکھتا ہے (یرمیاہ 33 باب 25 آیت)

نتیجہ

ہم نے دیکھا کہ فطرت کے کچھ اصولوں کے وجود کا دارومدار فطرت کے دیگر اصولوں پر ہے جن کی اپنی حتمی بنیاد خُدا کی مرضی ہے۔ پس خُدا نے طبیعیات کے اصولوں کو بالکل درست طور پر مرتب کیا تاکہ اُنکی وجہ سے کیمیا کے اصول درست ہو سکیں تاکہ زندگی کا وجود ممکن ہو پائے۔ یہ بات قابل شبہ ہے کہ کوئی انسان اِس پیچیدہ معمے کو سلجھانے کے قابل ہوا ہو گا یا ہو پائے گا۔ لیکن خُدا کی ذات نے ایسا کر دکھایا ہے۔ ایک دہریہ اِن فطری اصولوں کی وضاحت پیش نہیں کر سکتا اگرچہ وہ اِن کے وجود کو مانتا ہے، یہ اصول فطرت پرستی سے قطعاً ہم آہنگ نہیں۔ لیکن یہ بائبل مُقدس کیساتھ مکمل موافقت رکھتے ہیں۔ کیونکہ کائنات خدا کی قدرت کے وسیلے تخلیق ہوئی لہذا ہم توقع کرتے ہیں کہ یہ منطقی اور باترتیب انداز سے منظّم ہو اور یکساں اصولوں کے تابع ہو۔

اقتباسات وکتابیات

1. However, the constant of proportionality is different for the third law. This is due to the fact that the sun has a different mass than the planets.
2. Anthropic comes from the Greek word for man: *anthropos.*
3. Of course, there may be more than one possible solution. That is, it might be possible for God to create life that uses an entirely different chemistry, based on entirely different physics. God may have had considerable freedom in how He chose to create the universe. But it seems likely that there are many more possible (hypothetical) universes in which life is not possible than universes in which life is possible.
4. A number of resources are available on the anthropic principle. See the secular book *The Anthropic Cosmological Principle* by J. Barrow, F. Tipler, and J. Wheeler, Oxford Univ. Press, New York, 1988.
5. Granted, there are different systems of starting definitions and axioms that allow for some variation in mathematical systems of thought (alternate geometries, etc.), but most of the basic principles remain Unchanged.
6. This phrase is attributed to the creation astronomer Johannes Kepler.

2015© جملہ حقوق بحق Answers in Genesis محفوظ ہیں!